333

نوحہ بی بی سکینہؑ

خبر یہ شام سے زینبؑ ہے لائی
سکینہؑ قید سے واپس نہ آئی

کھلی زنجیر عابدؑ کے قدم کی
ردائیں مل گئیں اہلِ حرم کی
رسن گردن سے اُس کے کھل نہ پائی

کفن کُرتا لحد زنداں کا گوشہ
گیا نہ مر کے قسمت کا اندھیرا
دُھائی ہے دُھائی ہے دُھائی

کہا بانوؑ نے کیسے گھر کو جاؤں
جگر کی آگ کو کیسے بجھاؤں
میری بچی کو کیسی نیند آئی

جگاتی ہوں ہلا کر اُس کا شانہ
نہ کام آیا میرا رونا رُلانا
ارے کیا مر گئی غم کی ستائی

333 بہت ارماں تھا گھر جانے کا اُس کو
ذرا عابدؔ میری بچی سے کہہ دو
چلو گھر کو سواری ہے منگائی

چچا سے باپ سے بھائی سے بچھڑی
میری بچی کی تھی تقدیر کیسی
خوشی چوتھے برس نہ راس آئی

لگی تھی آگ دامن میں بجھا دی
ہوئی وہ تشنگی سہنے کی عادی
مگر جو آگ پانی نے لگائی

لَوئیں کانوں کی چھو کر پوچھتی تھی
روانی رُک گئی ہے کیا لہو کی
لہو کی بوند دامن پر نہ آئی

اندھیروں سے کیا کرتی تھی باتیں
اُجالے پھر سے کب دیکھیں گی آنکھیں
اندھیروں نے ہنسی اُس کی اُڑائی

بنی زندان میں قبرِ سکینہؑ
تھا زہراؑ کی طرح صبرِ سکینہؑ
عجب قسمت تھی اس بچی نے پائی

قلم ریحانؔ آہیں بھر رہا ہے
نہ جانے اِس تیرے نوحے میں کیا ہے
لہو ہونے لگی ہے روشنائی